امت کی رہنمائی فرمائی ہے اسی طرح آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت، یقین وتوکل، احسان واخلاص جیسی روحانی وقلبی کیفیات کے متعلق بھی اہم ہدایات دیں اوران کو کمال دین وایمان قرار دیا ہے اور مشہور حدیث جبریل میں پہلے شعبہ کو ایمان سے، دوسرے کو اسلام سے اور تیسرے کو احسان سے تعبیر کیا گیا ہے اور آخر میں ان تینوں شعبوں کے مجموعے کو دین کہا گیا ہے۔ دین کا یہی تیسرا شعبہ **تصوف کا خاص موضوع ہے۔**

حدیث جبرئیل ملاحظہ ہو:

"عَنْ عُمَرَ بْنِ الخطَّابِ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ، وَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيمَ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِيْمَانَ. قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَ رُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا؟ قَالَ: أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ. ثُمَّ انْطَلَقَ. فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ." (۱)

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ

ﷺ کے سامنے آکر دوزانوں اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمد ﷺ! مجھے بتلایئے کہ ''اسلام'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اسلام'' یہ ہے تم یہ شہادت دو کہ ''اللہ'' کے سوا کوئی الہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی (تم استطاعت رکھتے ہو) ادائیگی کرو۔ اس نووارد سائل نے آپ کا یہ جواب سن کر کہا، آپ نے سچ کہا۔ راوی حدیث حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق بھی کرتا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا اب مجھے بتلایئے کہ ''ایمان'' کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''ایمان'' یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخر یعنی روزِ قیامت کو حق جانو اور حق مانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا، آپ نے سچ کہا۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلایئے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''احسان'' یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو (اگر اس بات کی تیرے اندر صلاحیت نہ ہو) اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا (کم از کم) یہ یقین کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلایئے (کہ وہ کب واقع ہوگی) آپ نے فرمایا کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا پھر اس نے عرض کیا تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلایئے؟ آپ نے فرمایا کہ لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نووارد شخص چلا گیا، پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے عمرؓ کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو دین سکھا دیں۔''

مشاہدہ حق کے حوالہ سے حدیث رسول ملاحظہ ہو جو اپنی جامعیت اور وسعت کے اعتبار سے مشرب تصوف کی آئینہ دار ہے۔

"أَجِيعُوا بُطُونَكُمْ وَ اَظْمِأُوْا اَكْبَادَكُمْ وَاعْرُوْا اَجْسَادَكُمْ لَعَلَّ قُلُوبَكُمْ تَرَى اللّٰهَ عِيَانًا فِي الدُّنْيَا." (۲)

''اپنے بطنوں کو بھوکا رکھو، اور اپنے جگروں کو پیاسا رکھو، اور اپنے جسموں کو عریاں رکھو تا کہ تمہارے دل اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا واضح دیدار کرسکیں۔''

☆ آئمہ عقائد، فقہاء اور صوفیہ کرام کا دائرہ کار و اختصاص:

رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات تو ان تینوں شعبوں کی یکساں طور پر جامع تھی، اور کسی درجہ میں جامعیت اکابر صحابہ ؓ کو بھی حاصل تھی، لیکن بعد کے قرنوں میں زیادہ تر ایسا ہوتا رہا کہ آنحضرت ﷺ کے اکثر وارثین ونائبین اگرچہ ذاتی طور پر کم وبیش ان تینوں شعبوں کے حامل اور جامع ہوتے تھے، لیکن اپنی اپنی صلاحیت واستعداد اور ذوق یا ماحول کے مطابق انہوں نے کسی ایک شعبہ کی خدمت سے اپنا خاص تعلق رکھا۔ چنانچہ ائمہ عقائد اور فقہاء نے خصوصیت کے ساتھ دین کے پہلے دو شعبوں کی خدمت وحفاظت اور تنقیح و تفصیل کی۔ اور حضرات صوفیہ کرام نے دین کے تیسرے اہم شعبہ کی خدمت وحفاظت اور اس باب میں آنحضرت ﷺ کی نمائندگی و نیابت کی۔ اور اس لیے امت پر ان کا بھی بہت بڑا احسان ہے، اور امت یقیناً دین کے اس تکمیلی شعبہ میں ان کی خدمات کی ممنون اور محتاج ہے۔

لہٰذا تصوف وسلوک کی اصل غرض وغایت اور صوفیہ کرام کی مساعی کا اصل نصب العین اور خانقاہوں کا موضوع دراصل دین کا یہی تیسرا شعبہ ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی محبت وخشیت اور اخلاص و احسان جیسی روحانی کیفیات کی تحصیل وتکمیل اور پھر اس سلسلہ میں دوسروں کی رہنمائی اور فیض رسانی ان حضرات کا امتیازی شغل اور مخصوص دائرۂ عمل ہے۔

☆ اعمال باطنہ اور مرشد کی ضرورت:

توبہ، صبر، شکر، رجاء، خوف، زہد، توحید، توکل، محبت، رضا، اخلاص، تقویٰ جیسے فرض اعمال باطنہ کا حصول اور شہوت، غضب، کینہ، حسد، حب دنیا، بخل، حرص، حب جاہ، ریاء، تکبر وغرور ایسے حرام وناجائز اعمال باطنہ کی اصلاح اس کے بغیر نہیں ہوسکتی کہ اپنے آپ کو کسی ایسے شیخ مرشد کے حوالے کردے، جو باطنی فضائل

اور رذائل میں پوری بصیرت اور مہارت رکھتا ہو، خود بھی باطنی رذائل سے پاک رہنے کی کوشش میں لگا ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت کرتا ہو اور باطنی اعمال کی تربیت کسی مستند شیخ کی صحبت میں رہ کر حاصل کر چکا ہو۔ پھر اس مرشد کی تشخیص و تجویز کے سامنے اپنی رائے کو بالکل فنا کر کے ٹھیک اسی طرح عمل کرے جس طرح ایک بیمار اپنے آپ کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کے حوالہ کر کے اس کی تشخیص و تجویز پر عمل کرتا ہے۔ اگر خود بھی حکیم یا ڈاکٹر ہو تو بیمار ہونے کی حالت میں اپنی رائے اور اپنی تجویز کو چھوڑ کر معالج کا مکمل اتباع کرتا ہے۔ اعمال ظاہرہ کے صحت و فساد کو تو کسی استاد سے پڑھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے اور کتابوں کے مطالعہ سے بھی کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اعمال باطنہ کی اصلاح میں محض کسی کتاب کا پڑھ لینا اور پوری طرح سمجھ لینا بھی کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کی اصلاح مرشد کامل کی اتباع کے بغیر عادۃً ممکن نہیں۔ خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی دولت بغیر اسباب ظاہری کے عطا فرما دیں تو یہ الگ بات ہے مگر اس کو ضابطے کا طریقہ نہیں کہا جا سکتا۔ ورنہ محض یہ کافی تھا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو مبعوث فرمائے بغیر محض اپنی کتاب دنیا والوں پر اتار دیتا۔ لیکن جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو رسول محتشم ﷺ کی صحبت نے بلندی اور رفعت عطا فرمائی۔ اسی طرح آنے والی نسلوں کے لیے بھی ضروری تھا کہ ہدایت اور تربیت کے اس منہاج پر ہر زمانے اور ماحول کے لیے برگزیدہ اور چنیدہ شخصیات جو فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہوں یہ اعلیٰ فریضہ سرانجام دیتی رہیں۔ اقبالؒ اسی فکر کو عام فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے

جبکہ مشت گل یعنی جسم اور شخصیت کو کیمیا میں تبدیل کر لے اور اس کی واحد صورت یہ ہے کہ کامل کے آستانے پر جبین نیاز خم کر دے اور کسی شیخ کامل کی صحبت اختیار کر لے۔ جیسے کہ رومیؒ کہتے ہیں:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامے شمس تبریزی نہ شد

حضرت امام الغزالیؒ فرماتے ہیں: دلوں کو چمکانے اور صیقل کرنے کا یہ علم کتابوں میں مدون نہیں ہے۔(۳)

ثمرات تصوف:

۱۔ کسی مرشد کامل سے تربیت کی خاطر بیعت ہونے کے بعد حسب ہدایت اعمال ظاہرہ و باطنہ کے

التزام سے سب سے پہلی چیز یہ حاصل ہوتی ہے کہ طبیعت میں ایک عجیب اطمینان اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ نیکیوں کی طرف میلان طبع زیادہ ہو جاتا ہے اور برائیوں سے بچنے کا ارادہ مستقل ہو جاتا ہے۔

۳۔ عبادت اور ذکر میں دل لگتا ہے۔

۴۔ سچے خواب نظر آنے لگتے ہیں۔

۵۔ کشف و کرامت کا ظہور ہوتا ہے اگر چہ یہ بالذات مقصود نہیں ہے۔

۶۔ رذائل اخلاق سے تخلیہ اور فضائل اخلاق سے تحلیہ ہوتا ہے اور فی الحقیقت یہی ایک چیز ہے جو مقصود بالذات ہے۔

۷۔ جب سالک حسبِ ارشاد مرشد کما حقہ عمل کر لیتا ہے اور اس کے یہ اعمال مقبول ہو جاتے ہیں تو ایسی صاف اور صریح نشانیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں جس سے اس کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مساعی کو شرف قبولیت عطا فرما دیا ہے اور اسے اپنے اولیاء کے حلقہ میں شامل کر لیا ہے۔ اور پھر نبی اقدس ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی، قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ. (۴) کہ ''جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے۔'' تو اب وہ گویا اس مقام پر جلوہ گر ہوتے ہیں جہاں اس کائنات کی غیبی اور آفاقی قوتیں اور طاقتیں اللہ کے حکم سے ان کی ہمراہی میں ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ان چنیدہ بندوں کی پشت پناہی از خود فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے: اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (۵) ''بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اگر (کسی کام کے لیے) اللہ کی قسم اٹھا لیں تو اللہ ان کی قسم ضرور پوری کرتا ہے۔'' مشہور واقعہ ہے حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں دریائے نیل دورِ جاہلیت ہی سے ہر سال خشک ہو جایا کرتا تھا اور نوجوان لڑکی کے خون سے دوبارہ بہنا شروع ہوتا تھا حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس رسم بد کو اس طرح ختم کیا کہ ایک کاغذ کے پرزے پر یہ تحریر ارسال فرمائی: ''اے پانی اگر تو اللہ کے حکم سے خشک ہو گیا ہے تو خشک رہ لیکن اگر تو خود بخود ٹھہر گیا ہے تو عمرؓ تجھے حکم دیتا ہے کہ جاری ہو جا۔'' جس وقت آپ کا یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا تو پانی فوراً جاری ہو گیا۔ (۶)

یہ درویشی اور مسکنت کتنی عظمتوں اور بلندیوں کی حامل ہے۔حدیث ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِيناً وَأَمِتْنِي مِسْكِيناً وَّ احْشُرْنِي فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِين.(۷)

''اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھنا اور مسکنت کی حالت میں دنیا سے اٹھانا اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر کرنا۔''

حضرت علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' میں اس حقیقت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

وچون بدین درجه برسد، اندر دنیا و عقبی، فانی گردد، واندر جوشن انسانیت ربانی، زرو قلوخ به نزدیك وی یکسان شود. آن چه برخلق دشوار تربود، از حفظ احکام تکلیف، بر او آسان گردد.

چنان که حارثه به نزدیك پیغامبر. صلی الله علیه وسلم. آمد رسول الله و براگفت. صلی الله علیه وسلم. (۸)

"بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ حَارِثَة، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِناً حَقًّا، فَقَالَ ﷺ: انْظُرْ مَا تَقُوْلُ يَا حَارِثَةِ إِنَّ لِكُلِّ حَقٍّ حَقِيْقَةٌ، فَمَا حَقِيْقَةُ إِيْمَانِكَ؟ فَقَالَ عَزَلْتُ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا، فَاسْتَوٰى عِنْدِيْ حَجَرُهَا وَذَهَبُهَا وَفِضَّتُهَا وَمَدَرُهَا، فَأَسْهَرْتُ لَيْلِيْ وَأَظْمَأْتُ نَهَارِيْ، حَتّٰى صِرْتُ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا، وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى أَهْلِ النَّارِ يَتَصَارَعُوْنَ فِيْهَا، وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَتَغَامَرُوْنَ فِيْهَا، فَقَالَ ﷺ: عَرَفْتَ فَالْزِمْ، قَالَهَا ثَلَاثاً." (۹)

''ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لے جارہے تھے کہ انصاری جوان حارثہ راستے میں ملا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا، اے حارثہ تو نے صبح کس حال میں کی؟ عرض کیا میں نے حقیقی مومن ہونے کی حالت میں صبح کی، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے حارثہ! تو دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ کیونکہ ہر حق کی حقیقت ہوا کرتی ہے؟ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے اپنے آپ کو دنیا سے علیحدہ کرلیا ہے۔ پس میرے نزدیک اس کے پتھر اور سونا، چاندی اور مٹی برابر (ہوگئے) ہیں پس میں راتوں کو جاگا۔ دن پیاس کی حالت میں

گزارا یہاں تک کہ (میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ) میں اپنے پروردگار کے عرش کو، اپنی آنکھوں کے سامنے عیاں دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور اہلِ دوزخ کو باہم جھگڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ دوزخیوں کو آگ میں ڈوبتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے حقیقت ایمان کو پالیا ہے پس اسے لازم پکڑ۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔"

تو گویا صوفیاء کرام خشیت الٰہی اور محبت خدا کے سبب اس مقام رفیع کو پہنچے جس کا قرآن ذکر کرتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العالَمِین." (۱۰)

"تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا ربّ ہے۔"

یحیٰی بن ایوب خزائی کے بقول حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایک عبادت گذار زاہد اور صالح نوجوان جس کا زیادہ وقت مسجد میں گذرتا تھا حضرت عمرؓ اس کی عبادت صالحیت اور ریاضت کے سبب اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا رہا تھا کہ اس کے راستے میں ایک ایسی عورت کا گھر تھا جو اس پر فریفتہ تھی۔ اس عورت کا معمول تھا کہ وہ اس نوجوان کے راستے میں کھڑی ہو جاتی تھی۔ اس رات بھی عورت اس پاک سیرت نوجوان کو ورغلانے کے لیے آ کھڑی ہوئی۔ یہاں تک کہ نوجوان اس کے پیچھے ہولیا۔ دفعتاً یہ آیت اس نوجوان کی زبان پر جاری ہوگئی:

"اِنَّ الَّذِینَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُم طٰئفٌ مِّنَ الشَّیْطٰن تَذَکَّرُوا فَاِذَاھُم مُّبْصِرُون."(۱۱)

"بے شک پرہیزگاروں کو جب کوئی شیطانی خیال چھو جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پردہ غفلت ان کی آنکھوں سے دور ہو جاتا ہے اور اسی وقت پاکیزگی اور صواب کی راہ کو دیکھنے لگتے ہیں۔"

اس آیت کے یاد آتے ہی وہ نوجوان بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس مفتونہ عورت نے اپنی خادمہ کو بلایا اور دونوں نے بصد مشکل اس نوجوان کو اٹھا کر اس کے گھر کے دروازے پر پہنچایا۔ باپ اپنے بیٹے کی تلاش میں سرگرداں تھا، دیکھا کہ اس کا بیٹا دروازے پر بیہوش پڑا ہے۔ لڑکا کافی عرصہ تک بے ہوش رہا۔ رات کافی گزر گئی تو اسے ہوش آیا۔ باپ نے خیریت پوچھنے کے بعد دریافت کیا بیٹے تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے

تفصیلی حالات بتا۔ تیرے ساتھ کیا ماجرا ہوا۔ بیٹے نے حالات سناتے سناتے وہی آیت پڑھ کر سنائی اور پھر بے ہوش ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی۔ رات ہی کو اس کی تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ صبح کو معاملہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ تعزیت کے لیے اس کے گھر تشریف لائے اور فرمایا مجھے رات کو اطلاع کیوں نہ دی۔ باپ نے عرض کی امیر المومنین رات کا وقت تھا تکلیف کے خیال سے آپ کو اطلاع نہ دی۔ آپؓ نے فرمایا! اچھا مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

يَا فُلَانُ. وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ.

اے فلاں۔ جو اپنے اعمال کی جواب دہی میں اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے (دنیا میں) ڈرتا رہا اس کے لے بہشت کے دو باغ ہیں۔

فَاَجَابَهُ الفَتٰى مَن دَاخَلَ القَبرِ. يَا عُمَرُ اَعْطَانِيهِما رَبِّى فِي الجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ.

(حضرت عمرؓ کے جواب میں) اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا، اے عمرؓ میرے رب نے اپنے وعدے کے مطابق دو مرتبہ یعنی دو باغ عطا فرمائے۔ (۱۲)

صوفیہ کا کارنامہ:

پوری اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیجیے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی:

۱۔ اسلام کی جو پاکیزہ تعلیمات کتابوں میں درج ہیں اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں صوفیاء نے اپنی خانقاہوں میں ان پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیا۔

۲۔ صوفیاء نے ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی اور روحانی نظام کو زندہ رکھا۔

۳۔ صوفیاء سے بڑھ کر تبلیغ اور تعمیر سیرت کا فریضہ کسی جماعت نے انجام نہ دیا۔

۴۔ صوفیاء نے بادشاہوں کے سامنے علی الاعلان کلمہ حق کہا۔

۵۔ جب مسلمانوں میں عقلیت کا مذاق پیدا ہونے لگا اور انہوں نے قرآن کو اپنی عقل کے تابع بنانا شروع کر دیا تو صوفیاء نے محبت الٰہی کا درس دے کر عقلیت کے مضر نتائج کا ازالہ کر دیا۔

۶۔ جب فقہا نے دین کے ظواہر پر زور دیا تو صوفیاء نے باطنی اصلاح اور قلبی طہارت کا درس دے کر قوم کو اعتدال کی راہ دکھائی۔

۷۔ صوفیاء نے ہر دور میں غیر اسلامی عقائد، شرک اور بدعت کی تردید کی۔

۸۔ سرمایہ داری کے مقابلے میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت واضح کی۔

۹۔ جب معتزلہ، فقہا اور متکلمین منطقی بحثوں میں الجھے ہوئے تھے اور امت کو فرقوں میں منقسم کر رہے تھے اس وقت صوفیاء نے مسلمانوں کو توحید اور یک نگاہی کا درس دیا۔ (۱۳)

ا۔تصوف کے معاملے میں افراط وتفریط اور گمراہیاں:

تصوف کے معاملے میں مسلمانوں کے بعض طبقات افراط وتفریط بلکہ طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہے۔ان لوگوں نے تصوف کو سمجھے بغیر اس کے بارے میں عجیب وغریب مزعومات قائم کر لیے ہیں انہیں نہ علماء وصلحاء کی تعلیم وتربیت ملی، نہ تصوف کی مستند کتابوں تک رسائی ہوئی، بلکہ جاہل مدعیان تصوف کی خود ساختہ غلط روش دیکھ کر اس کو تصوف سمجھ بیٹھے۔انہوں نے دین اور احکام دین کو صرف فقہ میں منحصر جان کر سرے سے تصوف ہی سے بیزاری اختیار کر لی، اور تصوف کو دین سے خارج قرار دے دیا۔ یہ ایک شدید گمراہی ہے جو خاصے بڑے طبقے میں پائی جاتی ہے۔

اور ایک گمراہی اس سے کم درجہ کی، مگر اس لحاظ سے نہایت تشویشناک ہے کہ وہ علم دین کے بعض طلبہ بلکہ بعض نام نہاد اہل علم میں بھی پائی جاتی ہے کہ انہوں نے تصوف کو دین سے خارج تو نہیں سمجھا مگر نہ جانے کیوں یہ خیال کر بیٹھے کہ اس کا حاصل کرنا محض مباح یا مستحب ہے، شرعاً فرض یا واجب نہیں۔ اصلاح باطن بھی ہو گئی تو جنت میں درجات بڑھ جائیں گے، نہ ہوئی تو جنت میں جانے کے لیے ظاہری اعمال کافی ہیں۔

دوسری طرف جاہل مدعیان تصوف کی گرم بازاری ہے۔جنہوں نے تصوف وطریقت کی اہمیت کو تو تسلیم کیا مگر اس کی حقیقت کو گم کر ڈالا اور دین وتصوف کے نام پر الحاد و بے دینی کا شکار ہو گئے۔المتصوف الکبیر الشیخ بایزید بسطامی کا یہ قول اس حوالے سے کتنا اہم ہے۔

> ''اگر تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اسے کرامات دی گئی ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑتا ہو پھر بھی تم اس سے دھوکہ نہ کھانا۔ یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ اوامر ونواہی کی پابندی۔ حدود اللہ کی محافظت اور شریعت کی پاسداری میں کیسا ہے۔'' (۱۴)

غرض تصوف کے بارے میں بہت سی گمراہیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ انتہا پسندی کا دور دورہ ہے۔ایک

جانب افراط ہے دوسری جانب تفریط۔ رسول عربی ﷺ کا لایا ہوا دین افراط وتفریط کے بیچوں بیچ راہ اعتدال ہے۔ وہ ترک دنیا کو دین نہیں کہتا بلکہ دنیا کے تمام کاروبار کو شریعت کے قالب میں ڈھال کر تصوف کی راہ سے کارثواب بنا دینا چاہتا ہے، وہ شریعت وطریقت کے تضاد کو نہیں مانتا، بلکہ دونوں کو ساتھ لے چلنے کا قائل ہے۔ شریعت جسم ہے تو طریقت اس کی روح، تصوف ''فقہ'' کے بغیر ناکارہ ہے اور فقہ ''تصوف'' کے بغیر بے جان۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ:

''شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد۔''

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''جو صوفی شریعت وطریقت میں فرق کرے وہ صوفی نہیں بلکہ فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا ہے۔''(۱۵)

اور آپ کا ایک قول ملاحظہ ہو۔

''یہ خیال کتنا ناپختہ ہے کہ ہم طریق تصوف کو شریعت اور قرآن وسنت کے مخالف سمجھنے لگے۔ حاشا وکلا ان دونوں چیزوں میں کوئی مغائرت یا اختلاف نہیں۔''

حضرت شیخ جنید بغدادی اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ شیخ سری سقطی نے مجھے دعا دی ''خدا تمہیں ایسا محدث بنائے جو علم تصوف سے بھی آگاہ ہو'' (۱۶) وہ فرماتے ہیں میں نے تمام عمر اس بات کا خیال رکھا کہ ''علم تصوف کو قرآن وسنت کا تابع رہنا چاہیے۔ جس شخص نے تصوف سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا ہو اور حدیث میں سند حاصل نہ کی ہو، اسے دوسروں کی راہنمائی کا کوئی حق نہیں۔ (۱۷)

آخر میں حضرت امام مالکؒ کا قول مبارک ملاحظہ ہو:

من تفقه ولم يتصوف قد تفسق، ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق و من جمع بينهما فقد تحقق. '' (۱۸)

''جو فقہ میں ماہر ہو اور تصوف سے نابلد رہا یقیناً فسق کا مرتکب ہوا۔ اور جو تصوف میں ڈوب گیا اور فقہ سے بے بہرہ رہا وہ زندیق ہو گیا اور جس نے (فقہ اور تصوف) دونوں کو اپنے اندر جمع کر لیا وہ حقیقت کو پا گیا۔''

حوالہ جات وحواشی

۱۔ i) قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان والاسلام والاحسان، ۱/۳۶، الرقم:۹۰۸، بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی۔

۲۔ الزبیدی، محمد بن محمد، اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاءعلوم الدین، دارالفکر، بیروت، ص ۷/۳۸۸۔

۳۔ افکارِ غزالی، مولانا محمد حنیف ندوی، ص۱۴۳۔

۴۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹)، کتاب الرقاق، باب تواضع، حدیث۱۴۲۲۔

۵۔ ابن حنبل، الامام ابوعبداللہ احمد، المسند، المطبعۃ المیمنیۃ، مصر۱۳۰۶ھ، ۳/۱۲۸۔

۶۔ ابنِ کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۹۹۸، ۳/۴۶۵۔

۷۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، امام: سنن ابن ماجہ، باب مجالسۃ الفقراء، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض۱۹۹۹ء، حدیث۱۹۲۸۔

۸۔ علی بن عثمان الہجویری: کشف المحجوب، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان اسلام آباد، ص۴۴۔

۹۔ الھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، دارالکتاب، بیروت ۱۹۶۷، ۱/۵۷۔

۱۰۔ الانعام:۱۶۲۔

۱۱۔ الاعراف:۲۰۱۔

۱۲۔ النشیاپوری، الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث، مطبع النصر الحدیثہ الریاض۱۹۶۸ء۔

۱۳۔ چشتی، یوسف سلیم: تاریخ تصوّف، دارالکتاب لاہور، ص۱۴۰، ۱۴۱۔

۱۴۔ القشیری، الشیخ ابوالقاسم: رسالہ قشیریہ، (مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن) ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص۶۳

۱۵۔ چشتی، یوسف سلیم: اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، مطبوعہ انجمن خدام القرآن لاہور، ص۶۶۔

۱۶۔ دہلوی، عبدالحق محدث، مرج البحرین: مترجم: پیرزادہ اقبال فاروقی مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ص۶۰۔

۱۷۔ چشتی، یوسف سلیم: تاریخ تصوّف، دارالکتاب لاہور، ص۲۰۵۔

۱۸۔ ملاعلی قاری، مرقاۃ المفاتیح (شرح) بمبئی مطبوعہ اصح المطابع، ج اوّل، ص۲۵۶۔

الإعجاز البلاغي في القرآن الكريم

حسن بن محمد بيارا *

Holy Quran is the revealed word of Almighty Allah (SWT) to His last Holy Prophet Muhammad (S.A.W). Allah revealed his message on the Arabs in their language, Arabic so that they may understand this heavenly message. No other language possesses the quality of eloquence and rhetoric like it. In the Quran Allah (S.W.T) said, " Verily, we have sent it down as an Arabic Quran in order that you may understand". (Al-Yusuf, Verse 2) For the other reason, in another chapter, further He said, " So, We have made this (the Quran) easy in your own tongue (O Muhammad S.A.W), only that you may give glad tidings to the *Muttaqun* and warn with it argumentative people." There are thousands of books in the world that are referred to God or His messengers and some of them to their followers. The world of full of artistic, linguistic, literary books but there no book that can be claimed to be comparable this miraculous book, Holy Quran. This is the only book that is in the same state as it was on the first day. Scholar, poets, orators from all over the world including Arabs failed to produce, even a verse, a work of similar beauty and elegance. No one did then and no one has done so ever since. Allah (SWT) said "Say: if mankind and the jinn were together to produce the like of this Quran, they could not produce the like thereof, even if they helped one another." (Chapter 17, verse 88) In this topic I have tried to explain the uniqueness of eloquence and elegance of The Holy Quran so that critics of the holy Book may understand it.

الحمد لله الذي أنزل القرآن حجة وبرهانا وأودعه أسرار العلوم إدراكا وعرفانا وخص لفظه ببراعة النظم والنثر عنوانا ورصع كلمه بالإعجاز تركيبا وتبيانا والصلاة والسلام على رسوله إكراما وإعظاما ، وعلى آله ومن صحبه طاعة وإيمانا

قال الله تبارك وتعالى في محكم التنزيل : {وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَل لِّلّهِ الأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُواْ أَن لَّوْ يَشَاء اللهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلاَ يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُواْ تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُواْ قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللهِ إِنَّ اللهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيعَادَ} (سورة الرعد :31) .

المعجزة الخالدة :

القرآن الكريم معجزة الله الخالدة وهي منظومة وحيه التليدة وهو الأمانة العظمى على عواتق البرية ، وهو البرهان الساطع الذي يتلألأ نورا وضياءا في أرجاء المعمورة ، فهو كما قال

* قسم اللغة العربية, جامعة كراتشي